AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 1, Jan-16 to Jul-16

جہیز - آخر مجبوروں کا استحصال کب تک - URDU

Ishfaq Parwaz
(Srinagar, Jammu Kashmir)

Abstract:

اس مضمون میں جہیز کی موجودہ شکل اور اس سے ذریعے کئے جانے والے استحصال کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس حوالے سے اسلامی نقطہ نظر بھی واضح کیا گیا ہے اور اس کے حل کی ممکنا تدابیر پیش کی گئی ہیں۔

Paper:

عصرِ حاضر میں والدین کی ذمہ داری صرف یہی نہیں ہے کہ لڑکی کی پرورش کریں،اُسے تعلیم دیں،اُسکی دینی واخلاقی تربیت کریں،اُسے گھریلوں زندگی کے آداب واطوار اور تہذیب وسلیقہ سکھائیں۔اس کے لئے رشتہ تلاش کریں اور دستور کے مطابق کسی شریف اور باکردار آدمی کے نکاح میں اپنی لختِ جگر کو دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں،بلکہ یہ بھی اُن کی ذمہ داری ہے کہ جس لڑکے کو انہوں نے اپنی لڑکی کے لیے منتخب کیا ہے اُسکے وہ مطالبات بھی پورے کریں جنہیں شاید وہ خود بھی پورے نہیں کر سکتا۔ان مطالبات کی فہرست اتنی طویل اور اتنی متنوع ہوتی ہے کہ اس میں نقد کے علاوہ دولہا کے شایانِ شان موٹر سائکل،ماروتی کار،سونے کی گھڑی،موبائل فون،کمپوٹر وغیرہ چیزیں آجاتی ہیں۔یہ فہرست حسبِ حالات مختصر بھی ہوسکتی ہے اور طویل بھی۔بہر حال یہی وہ زرّیں موقع ہوتا ہے جبکہ دولہے میاں اپنے حوصلے اور تمنائیں پوری کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ لڑکی کو مطلوبہ زیورات سے آراستہ کیا جائے اور اُسے اتنے سازوسامان کے ساتھ رخصت کیا جائے کہ آدمی کی قسمت جاگ اُٹھے اور گھر سچ مچ سُنار خانہ بن جائے۔لڑکی کو دیئے جانے والے اس مال واسباب کی قیمت تو متعین نہیں ہے البتّہ اتنی بات طے ہے کہ اسے لڑکی والے کی حیثیت سے بہر حال زیادہ ہونا چاہیئے۔

ہوسِ زر اس قدر بڑھ گئی ہے کہ لڑکی کی شکل وصورت،تعلیم وتربیت اور دین واخلاق سب کچھ اسکے مقابلے میں پیچھے رہ گیئے ہیں۔آج کل سب سے پہلی چیز جو دیکھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ لڑکی کتنی دولت اپنے ساتھ لاسکتی ہے۔حُسن وجمال ہی کی نہیں دین واخلاق کی بھی اس قدر توہین شاید ہی دنیا نے کبھی دیکھی ہو۔دولت نے ہر اعلیٰ قدر کو شکست دے رکھی ہے۔شکستِ فاش!

جہیز سوسائٹی میں آدمی کی حیثیت ہی کا نہیں عزت وشرافت کا بھی معیار ہے۔جو شخص جہیز کے نام پر جتنی زیادہ رقم خرچ کر سکتے اُسکی لڑکی کے لیئے اتنا ہی ”اچھا“ اور ”معیاری“ لڑکا مل سکتا ہے۔جو شخص جہیز نہ دے سکے وہ ہمارے سماج کا کم حیثیت فرد ہے۔وہ اپنی لختِ جگر کے لیئے کسی موزوں اور معقول رشتہ کی توقع نہیں کر سکتا۔اگر کسی نے اپنی ایک لڑکی کے ساتھ یہ زیادتی کی کہ بغیر جہیز کے اُسے رخصت کر دیا تو اسکی دوسری لڑکیوں کا خدا ہی حافظ۔اب انہیں آسانی سے رشتے مل نہیں سکتے۔اسطرح کے کنجوس یا کنگال کے گھر آنا ظاہر ہے کون پسند کررے گا؟

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی لڑکیاں لمبی لمبی عمر تک محض اس لیئے بیٹھی رہتی ہیں کہ بدقسمتی سے وہ ایسے ماں باپ کے گھر پیدا ہو گئیں جو ان کے لیئے جہیز فراہم نہیں کر سکتے۔ان میں کتنی ہی مظلوم اور بے زبان زندگی بھر کنواری رہ جاتی ہیں۔کچھ نیک بخت صورتحال کی نزاکت کا احساس کرکے از خود شادی کا

انکار کر دیتی ہیں تاکہ ان کے والدین انکی شادی کی فکر سے آزاد ہو جائیں اور وہ اپنی اُمنگوں اور تمناؤں کا مرثیہ پڑھتی ہوئی زندگی گزار دیں۔اسکے علاوہ بر صغیر میں مشترک خاندان کا عام رواج ہے۔جب کسی خاندان میں لڑکوں کی شادیاں ہوتی چلی جاتی ہیں اور لڑکیاں کنواری رہ جاتی ہیں تو خاندان کے اندر بڑی نفسیاتی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔اور خانگی زندگی کا سکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ لیکن کون ہے جو ان بے نواؤں کی فریاد سُنے ؟ سب سے بڑا مسئلہ اُس لڑکی کا ہے جو جہیز کے بغیر اپنے شوہر کے گھر چلی جائے۔اُس میں لاکھ خوبیاں سہی اُس کی یہ غلطی معاف نہیں ہو سکتی کہ وہ خالی ہاتھ اپنے میکے سے آئی ہے۔اس سے بازپرس کرنے والا صرف اسکا شوہر ہی نہیں ہوتا بلکہ شوہر کا پورا خاندان اُسکا محاسب ہوتا ہے۔اُسے اپنے اس ناکردہ جرم کا ایک ایک فرد کو حساب دینا پڑتا۔اس کی عام سزا تحقیر و تزلیل،طنز و تعریض اور مار پیٹ ہے۔اسکے نتیجے میں اُسے خانہ بدر کیا جاتا ہے اور شوہر سے علیٰحدگی بھی ہو سکی ہے۔اتنا ہی نہیں اس ''جرم'' کی پاداش میں اسے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔جہیز کے لیئے جان لینے کے واقعات اس قدر ہو رہے ہیں کہ اب ان میں کوئی ندرت یا نیا پن نہیں ہے۔ان کی نوعیّت روز مرّہ کے حادثات کی ہو کر رہ گئی ہے۔ کبھی یہ سزا شوہر نامراد دیتا ہے۔اگر اسے اس میں کوئی تامل یا ہچکچاہٹ ہو تو خاندان کے دوسرے افراد اس خدمت کے لیئے تیار رہتے ہیں۔

جہیز کے مسائل و مصائب سے دستگاری حاصل کرنے کے لیئے عورت خودکشی کو بھی ترجیح دینے لگی ہے۔اسکے لیئے کبھی وہ مٹی کے تیل اور پیٹرول کا سہارا لیتی ہے۔ کبھی کسی اونچی عمارت سے چھلانگ لگاتی ہے۔ کبھی گلے میں پھندا لگا کر چھت سے لٹک جاتی ہے۔ کبھی ذہر کھا کر ہمیشہ کی نیند سو جانا چاہتی ہے۔خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی معصوم جانیں اس خونِ آشام جہیز کی نزر ہو چکی ہیں اور ابھی اور کتنی معصوم جانیں نزر ہوں گی۔اس ناجائز جہیز کے مطالبے کے ذلیل فعل سے جنگل کے درندے بھی شرما رہے ہوں گے۔

جہیز کی ان ہلاکت خیزیوں کو آج ہر شخص اپنے سر کیا آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے بلکہ دیکھ رہا ہے۔لیکن اسکے باوجود معاشرے کی بہت بڑی اکثریت نے اسے ایک ناگزیر سماجی خرابی کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔اس کے نزدیک موجودہ حالات میں لڑکوں کے لیئے جہیز لینا اور لڈکیوں کو جہیز دینا اسقدر ضروری ہو گیا ہے کہ اس سے بچنے کی کوئی بھی صورت نہیں ہے۔اسکی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ لڑکیوں کو بہر حال جہیز دینا ہی پڑتا ہے۔(اس میں لڑکے کے مطالبات کی تکمیل بھی شامل ہے)اسکے بغیر انکی شادی نہیں ہو سکتی۔والدین اسکی ہمت نہیں کر سکتے کہ انکی لڑکی بن بیاہی گھر بیٹھی رہے۔جو شخص جہیز دیتا ہے وہ جہیز لینے پر مجبور بھی ہے۔اُس سے یہ مطالبہ بے جا سا ہو گا کہ وہ تو اپنی لڑکیوں کو جہیز کے ساتھ رخصت کر دیا اور دوسروں کی لڑکیاں اسکے گھر خالی ہاتھ آئیں۔ہو سکتا ہے اس نقصان کو بعض لوگ جھیل جائیں،ہر شخص اُسے برداشت نہیں کر سکتا۔

اس منطق کی رو سے سوچیئے وہ انسان کتنا بدقسمت ہو گا جسکے گھر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور جو ریاضی کے اس فامولے کے تحت نقصان پر نقصان اُٹھاتا رہے،اور پھر کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جسکے صرف لڑکے ہوں اور جہیز کی دولت سے مسلسل نہال ہوتا چلا جائے۔ پھر اس منطق کا حاصل یہ ہے کہ کسی برائی کو ہم محض اس وجہ سے نہ صرف یہ کہ گوارہ کریں بلکہ عملاً اختیار کر لیں کہ دنیا اسکا ارتکاب کر رہی ہے اور اس سے فائیدہ اُٹھا رہی ہے۔اسطرح آدمی رشوت،خیانت،فریب اور مکاری کو بھی جائز قرار دے سکتا ہے۔اس لیئے کہ یہ نسخے آج کی دنیا میں بڑے ہی مجرب اور کامیاب نسخے ہیں اور جو انہیں استعمال نہیں کرتا وہ سراسر نقصان میں رہتا ہے۔

اسی قسم کی غلط توجیہات دنیا کی ہر بُرائی کو استحکام عطا کرتی ہیں۔ان سے انسان کے ضمیر میں اسکے خلاف جو کھٹک ہوتی ہے وہ بھی جاتی رہتی ہے اور وہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ اسکا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جہیز کے نام پر جو زیادتی ہو رہی ہے اسے دنیا کا کوئی بھی مذہب، کوئی فلسفہ اخلاق اور قانون جائز قرار نہیں دے سکتا۔آجکل ہماری وادی کے بیشتر اخبارات کا ایک خاص موضوع یہی جہیز ہے۔اسکے خلاف مختلف حلقوں سے آواز اُٹھتی رہتی ہے۔حکومت بھی قانون کے ذریعے اس پر پابندی لگانا چاہتی ہے لیکن کسی بھی خرابی کو بدلنے کے لیئے حکومت اور سماج کا دباؤ کافی نہیں ہے بلکہ اسکے لیئے ذہن وفکر کی تبدیلی اور خدا اور آخرت کے خوف کی ضرورت ہے۔اسلام یہی فرض انجام دیتا ہے۔وہ سب سے پہلے سماج کے غلط دستور اور رسم و رواج کو توڑتا ہے۔اور زندگی کا صاف ستھرا اور آسان طریقہ سکھاتا ہے۔اسلام نے ازدواجی زندگی کے تمام مسائل کو بھی بہت آسانی سے حل کیا ہے۔اس کے نزدیک نکاح سادگی اور سہالیت سے ہونا چاہیئے۔اسے مشکل اور دشوار بنانا بہت بڑی زیادتی ہے۔اس سلسلہ میں اسلام کی بعض اصولی تعلیمات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

۱۔اسلام اس بات کا شدت سے مخالف ہے کہ کسی بھی معاملہ میں ظلم وزیادتی کا رویہ اختیار کیا جائے۔اسکے نزدیک کسی کی کمزوری اور مضبوری سے غلط فائدہ اُٹھانا اور اسکا استعمال کرنا سراسر ناجائز ہے۔جہیز کے نام پر لڑکی والوں کا استعمال بھی اسی میں آتا ہے۔اسلام اسکا کسی حال میں روادار نہیں ہے۔
۲۔شادی لڑکی والوں سے دولت سمیٹنے کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ یہ بعض بلند مقاصد کے لیئے ہوتی ہے۔وہی شادی کامیاب ہے جن سے ان مقاصد کی تکمیل ہو۔ہوسِ زر میں ان مقاصد کو پسِ پست ڈال دینا سراسر غلط اور ناپسندیدہ ہے۔

۳۔مرد کو اللہ نے قوّام بنایا ہے۔وہ اسی حیثیت سے عقد نکاح کرتا ہے۔وہ اس عہد وپیاں کے ساتھ لڑکی کا ہاتھ پکڑتا ہے کہ وہ اس کے نان ولباس اور رہائش وغیرہ کا ذمہ دار ہے۔جس کو خدائے تعالیٰ نے یہ مقام عطا کیا ہو اسکے لیئے یہ بات سخت توہین کی باعث ہے کہ وہ شادی سے چند دن پہلے لڑکی یا اسکے سرپرستوں کے سامنے ''جہیز'' کے نام پر دستِ سوال دراز کرے اور جب اپنی مراد پوری نہ ہو تو پھر کسی دوسری لڑکی کے در پر پہنچ جائے۔
۴۔جہیز کے نہ ملنے پر عورت کے ساتھ بالعموم جو زیادتی ہوتی ہے اسکا کوئی دینی اور اخلاقی جواز نہیں ہے۔جہیز یا مال واسباب کے لیئے عورت کو تنگ کرنے کی جگہ اسلام نے عورت کی دلجوئی کا حکم دیا ہے۔''مہر'' اسکی علامتِ خاص ہے۔مہر کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ایک حکمت یہ بھی ہے کہ عورت اپنے گھر اور خاندان سے چونکہ جدا ہوتی ہے۔اس لئے مرد مہر کی شکل میں خلوص ومحبت کا تحفہ پیش کرتا ہے اور اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اسکا دشمن نہیں بلکہ مخلص، ہمدرد اور غم خوار ہے۔پھر جہیز کے لئے پریشان کرنا عورت کے ساتھ حسن وسلوک کی اس تعلیم کے بھی خلاف ہے جو اسلام نے دی ہے۔جس شخص کے سامنے یہ پاکیزہ اور مقدس تعلیمات ہوں اُسکا وہ ذہن ہرگز نہیں ہو سکتا جو آجکے نوجوانوں کا ذہن ہے۔وہ جہیز کے نام پر عورت اور اُس کے خاندان کے استعمال کی جگہ ان سے ہمدردی اور محبت کا رویہ اختیار کرے گا اور اپنے حسنِ سلوک، شرافت اور انسانیت کا ثبوت فراہم کرے گا۔جہیز کا ایک علاج تو یہ ہے کہ سماج میں اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے۔دوسرا علاج یہ ہے کہ جو لوگ جہیز کی خرابی کو محسوس کر رہے ہیں وہ ہمت کر کے اسکے لین دین کو ختم کریں۔اس معاملے میں لڑکی والے تو مظلوم ہیں اُنہیں نصیحت کی نہیں بلکہ ہمدردی کی ضرورت ہے۔البتّہ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کے خلاف اقدام ہونا چاہیئے۔

اس موضوع کو درجہء تکمیل تک پہنچانے سے پہلے بعض باتوں کی وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے۔تاکہ اس مسئلہ میں اسلام کا نقطۂ نظر پوری طرح سامنے آجائے۔

۱ : شادی کے بعد لڑکے اور لڑکی کو اپنا نیا گھر بسانا ہوتا ہے۔اس فعل میں لڑکے والے بھی ان کی مدد کر سکتے ہیں اور لڑکی والے بھی۔اگر نیا جوڑا اس معاملہ میں تعاون کا مستحق ہو تو تعاون کو پسندیدہ ہی کہا جائے گا۔یہ تعاون پیسہ کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔اور ساز و سامان کی شکل میں بھی۔لیکن واضح رہے یہ نہ تو فرض ہے اور نہ واجب۔اور نہ نکاح کی شرط کہ اسکے بغیر نکاح ہی نہیں ہوتا۔

۲ : شادی کے موقع پر دولھا اور دلھن کو اعزّہ وا قارب اور دوستوں واحباب کی طرف سے تحفے اور ہدیے دیئے جا سکتے ہیں۔لیکن اسے جواز ہی کی حد میں ہونا چاہیئے۔اسے ضروری سمجھنا یا اسکے نہ دینے پر بُرا ماننا اور شکوہ شکایت کا پیدا ہونا سراسر غلط ہے۔تحفہ اور ہدیہ خوش دلی سے ہوتا ہے ورنہ وہ تحفہ نہیں تاوان اور جرمانہ ہوگا۔

۳ : شادی کے موقع پر لڑکی کو جو زیور یا سامان دیا جاتا ہے اُسکے بارے میں یہ تصّور صحیح نہیں ہے کہ وہ شوہر یا سسرال والوں کی ملکیت ہے۔اس کی مالک اصلاً لڑکی ہی ہوتی ہے۔اُسکی اجازت کے بغیر اس میں خرچ کرنا قطعی جائز نہیں۔

۴ : آخری بات یہ کہ اسلام نے نکاح کو آساں بنا رکھا ہے۔اسلیئے سماج کی وہ ساری بندشیں جن سے اس میں دشواری پیدا ہو قابِل مزمت ہیں۔ان سے ہمیں احتراز کرنا چاہیئے۔

یہ ہے اعتدال کی راہ اسلام نے دکھائی ہے۔اس میں محبّت اور ہمدردی ہے، حُسن سلوک ہے، ظلم و زیادتی کی ممانعت ہے۔اور اسکے ساتھ انسان کے جزبات اور ضروریات کی بھر پور رعایت بھی ہے۔اس پر عمل ہو تو جہیز کے جھگڑے ختم ہی نہیں ہوں گے بلکہ پر سکون خاندانی زندگی بھی نصیب ہوگی۔کاش کہ ہم اس طرف پلٹ آئیں۔

References:

[1] Abdullah, A. (2008). *Dowry in Islam?* Retrieved from http://www.nikah.com/marriage/dowry_in_islam.asp

[2] Aleem, S. (2011). *Prophet Muhammad (S) And His Family: A Sociological Perspective*. Author House.

[3] al-Mahmudi, M. F. (2012). *Who is responsible for the dowry (mahr)?* Dar ul Fiqh. Retrieved from http://darulfiqh.com/who-is-responsible-for-dowry-and-wedding-costs/

[4] Al-Munajjid, M. S. (2015). Reducing the mahr is the Sunnah. Retrieved October 19, 2015, from http://islamqa.info/en/10525

[5] Dawn News. (2010). Dowry is not Islamic. Retrieved October 19, 2015, from http://beta.dawn.com/news/844447/dowry-is-not-islamic

[6] Dawn News. (2013). “Saving Face” picks up two Emmy Awards. Retrieved October 19, 2015, from http://www.dawn.com/news/1046969

[7] Department of Islamic Development Malaysia. (2012). *DOWRY (MAHAR) FROM AN ISLAMIC PERSPECTIVE*. Malaysia. Retrieved from https://web.archive.org/web/*/http://www.islam.gov.my/sites/default/files/mahar_from_islamic_perspective.pdf

[8] Dhorat, M. M. S. (2001). *The Wedding of Fatima (r)*. Retrieved from http://www.themodernreligion.com/family/wed-fatima.html

[9] Dowry. (2015). Retrieved October 19, 2015, from http://www.merriam-webster.com/dictionary/dowry

[10] Dowry | Marriage Custom. (2015). Retrieved October 19, 2015, from http://www.britannica.com/topic/dowry

[11] Dr. Israr Ahmed. (n.d.). *Jahez in Islam*. Retrieved from http://www.dailymotion.com/video/x1c95cb_jahez-in-islam_lifestyle

[12] India Times. (2015). Woman alleges rape and dowry harassment. Retrieved October 19, 2015, from http://timesofindia.indiatimes.com/city/faridabad/Woman-alleges-rape-and-dowry-harassment/articleshow/49222162.cms

[13] *ISLAMIC FAMILY LAW (FEDERAL TERRITORY) ACT 1984*. (1984). KL: Government of Malaysia. Retrieved from http://www2.esyariah.gov.my/esyariah/mal/portalv1/enakmen2011/Eng_act_lib.nsf/858a0729306dc24748257651000e16c5/1d314361e2750042482569810025f0fc?OpenDocument

[14] Kleinman, R. (2014). Dowry’s dark shadow. Retrieved October 19, 2015, from http://www.smh.com.au/world/dowrys-dark-shadow-20140522-38ris.html

[15] Mahmud, N. (2010). *The Issue of Dowry (Jahez)*. Pakistan. Retrieved from http://www.studying-islam.org/articletext.aspx?id=1273

[16] Nomani, A. M. (2015). *جہیز اور سوال کی مذمت*. Islamic Academy. Retrieved from http://www.islamicacademy.org/html/Articles/jahez/jahez_1.htm

[17] Rowlatt, J. (2014). India woman “held captive for three years over dowry” rescued. Retrieved October 19, 2015, from http://www.bbc.com/news/world-asia-india-29127425

[18] Sheikh Muhammed Salih Al-Munajjid. (2015). *The mahr (dowry) is the right of the wife*. Retrieved from http://islamqa.info/en/2378

[19] Woman ends life over alleged dowry harassment. (2015, October 19). *The Hindu*. Bengaluru. Retrieved from http://www.thehindu.com/news/cities/bangalore/woman-ends-life-over-alleged-dowry-harassment/article7778795.ece

[20] محمد یوسف. (2009). *جہیز*. Croydon Masjid & Islamic Centre. Retrieved from http://www.croydonmosque.com/pdf/JAHEZ_Dowry_Conditions_set_by_the_Groom_for_Marriage.pdf